ہے، اس کے علاوہ ایک سو اشعار پر مشتمل غیر منقوط مثنوی فارسی میں اور ایک منقبت ''قصیدۃ الطور'' غیر منقوط، حضرت علیؑ کی شان میں پچپن (۵۵) اشعار میں لکھی، جس میں عربی، فارسی، ترکی اور اُردو کے اشعار شامل ہیں۔ انشاؔ کے غیر منقوط اُردو دیوان میں ایک حمد، ایک مخمّس اور چوبیس غزلیات شامل ہیں۔ یہ تمام دیوان، سوائے ایک فارسی کی غزل کے، پورا کا پورا اُردو میں ہے۔ جس میں کل اشعار کی تعداد ۳۳۲ ہے صنعت بے نقط کے ذیل میں اس بات کا ذکر بھی خارج ازمحل نہیں کہ آج سے تقریباً چار سو سال قبل ہندوستان کی سرزمین پر شہنشاہ اکبر کے دربار کے نورتن کا گہر اور ملک الشعرا شیخ فیضیؔ نے ''قرآنِ مجید'' کی تفسیر غیر منقوط ''سواطع الالہام'' لکھی اور اس کا مادۂ تاریخ میر حیدر علی معمائیؔ نے سورہ اخلاص بغیر بسم اللہ کے (۱۰۰۲ھ) نکالا۔ اس کے علاوہ فیضیؔ نے اخلاق پر ایک غیر منقوط کتاب ''موارد الکلم'' بھی لکھی ہے۔ ان غیر منقوط تحریروں کو جب حاسدوں نے ایک عبث کاوش قرار دیا تو فیضیؔ نے ان کی اہمیّت کو ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ

''کلمۂ طیبہ، جس پر تمام مسلمانوں کا ایمان منحصر ہے، جب وہ خود بے نقط ہے تو بس اس سے بڑھ کر بے نقط تحریر کی فضیلت اور کیا ہوسکتی ہے۔''

مرزا دبیرؔ نے اُردو میں سب سے زیادہ غیر منقوط اشعار کہے ہیں جن کی مجموعی تعداد ۵۵۷ ہے۔ ان غیر منقوط اشعار کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ رباعیات (مختلف مضامین)	۱۱عدد	تعدادِ شعر	= ۲۲
۲۔ قطعۂ تاریخ (مرثیہ: مہرِ علم سروڑ اکرم ہوا طالع)	۱ عدد	تعدادِ شعر	= ۵
۳۔ قطعۂ منقبتی (حضرت امام حسینؑ)	۱ عدد	تعدادِ شعر	= ۳
۴۔ سلام (ع: مسطور اگر کمال ہو سرورِ امامؑ کا)	۱ عدد	تعدادِ شعر	= ۱۷
۵۔ مرثیہ (ع: مہرِ علم سروڑ اکرمؐ ہوا طالع)	۶۹ بند	تعدادِ شعر	= ۲۰۷
۶۔ مرثیہ (ع: ہم طالع ہُما مرادِ ہم رسا ہوا)	۱۰۱ بند	تعدادِ شعر	= ۳۰۳
	کل اشعار		= ۵۵۷

یہ تعداد مطبوعہ اشعار کی ہے۔ اگر چہ مولف ''المیزان'' سیّد نظیر الحسن رضوی فوقؔ لکھتے ہیں: ''صنعت مہملہ میں مرزا دبیرؔ کے کئی مرثیے ہیں۔'' علمائے دبیریات نے ایک غیر منقوط

مرثیہ، جو حضرت حُر کے حال میں ہے، کا ذکر کیا ہے لیکن وہ مرثیہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکا۔

انشا اللہ خان اور سلامت علی دبیرؔ اُردو ادب کے وہ دو عظیم شعرا ہیں جنھوں نے صنعتِ مہملہ میں شاہکار نمونے چھوڑے ہیں۔ دبیر کے غیر منقوط کلام کے مطالعے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ ان کے غیر منقوط کلام پر انشاؔ کے کلام کی گہری چھاپ ہے، چنانچہ ان مرثیوں میں استعمال ہونے والے کم و بیش تمام الفاظ انشاؔ کے غیر منقوط دیوان میں موجود ہیں۔ بہر حال، یہاں اس بات کا تذکرہ بھی دلچسپ ہوگا کہ مرزا دبیرؔ کی بیوی انشاؔ کی سگی نواسی اور سیّد معصوم علی صاحب دامادِ انشاؔ کی بیٹی تھی، اس طرح انشاؔ، دبیرؔ کے نانا سُسر تھے۔ اسی رشتے پر فخر کرتے ہوئے دبیرؔ کے فرزند محمد جعفر اوجؔ نے کہا تھا:

نانا ہیں مرے سیّد عالی نسب انشاؔ
عاجز ہے خرد اُن کے فضائل ہوں کب انشا

حقیقت یہ ہے کہ حروف نقطہ دار اُردو اور فارسی تہجی کے نمک و مرچ حروف ہیں۔ ان کے بغیر لفظوں میں مزہ باقی نہیں رہتا اور اس صنعت کی پابندی کی وجہ سے شاعر کو غیر مانوس، ثقیل، مشکل اور بھدّے الفاظ اور دوسری زبانوں کے الفاظ حاصل کرنے پڑتے ہیں جس سے شعر کی شگفتگی، سلاست، روانی، سادگی اور شیرینی ختم ہو جاتی ہے بلکہ شعر ایک معمّا، چیستان، خشک اوبستان اور الفاظ کا قبرستان بن جاتا ہے اور اغلب شعرا اسے اپنی استادی منوانے، قادر الکلامی دکھانے اور صنعت گری بتانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، چنانچہ جہاں تک انشاؔ کی نثری داستان ''سلک گوہر'' کا تعلق ہے، یہ خشک، مشکل، غیر مانوس اور بوجھل ہے اور اس صنعت نے داستان کا لطف بڑی حد تک ختم کر دیا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند نے ''اُردو کی نثری داستانیں'' میں صحیح کہا ہے کہ ''اس بےلطفی کی وجہ سے پوری داستان کا پڑھنا تقریباً محال ہو گیا ہے'' نثر کے برخلاف انشاؔ کا منظوم کلام بہت بہتر ہے۔ شعرا کی صنعت گری کے بارے میں حافظؔ نے کہا تھا:

اُن را کہ خواندی استادگر بنگری بہ تحقیق
صنعت گریست امّا طبعِ رواں ندارد

(یعنی جس کو تو نے استاد کہا ہے، اگر تحقیق سے دیکھے گا تو معلوم ہوگا کہ وہ ضرور صنعت

گر ہے لیکن اس کے شعروں میں روانی نہیں)

جہاں تک دبیرؔ کے غیر منقوط کلام کا تعلق ہے، اس کا طرّہ امتیاز یہ ہے کہ شعروں میں بہتے ہوئے پانی کی روانی اور کلام کی چاشنی باقی ہے۔ انھوں نے صنعت گری کے ساتھ ساتھ شعری روانی اور سلاست کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ مترنم بحروں میں غیر منقوط اشعار کہنا کہ مشکل اور غیر مانوس الفاظ کے داخلی آہنگ، نغمہ خیز بحروں کے ترنم سے دلکش ہوجائیں۔ یہی نہیں بلکہ صنف رباعی میں، جو فنی اعتبار سے کٹر صنفِ سخن ہے، جس کو چوبیس (۲۴) اوزان اور چار مصرعوں میں مضمون کی ترسیل دشوار بنا دیتی ہے، صنعتِ غیر منقوطہ اور بھی مشکل کر دیتی ہے لیکن ان تمام دشواریوں کے باوجود مختلف موضوعات پر ایک درجن سے زیادہ رباعیات کہہ کر مرزا دبیرؔ نے اپنی قادر الکلامی کی داد حاصل کی ہے۔ یہ سچ ہے جس کا اعتراف خود مرزا غالبؔ نے کیا کہ ''مرثیہ گوئی دبیرؔ کا حق ہے اور ہم سے اس راہ میں چلا نہ گیا'' اور مرثیے کے صرف تین بند کہہ کر خاموش ہو گئے، اِسی طرح خدائے سخن میر انیسؔ نے صرف تین چار غیر منقوط بند لکھ کر سکوت اختیار کیا۔ شاید میر صاحب کی خاموشی اپنی بے زبانی میں اعتراف کر رہی تھی کہ یہ راستہ مرزا دبیرؔ کا ہے اور ہم سے اس راہ میں چلا نہ گیا۔ ہم اس مقام پر میر انیسؔ کے غیر منقوط بند پیش کرتے ہیں:

وہ طاہر و اطہر ہو اگر معرکہ آرا — معلوم ہو حملہ اسدُ اللہ کا سارا
آگاہ ہو کس طرح کہو عمرو کو مارا — صمصام کا اک وار ہوا کس کو گوارا
واللہ گر اک دم کو وہ صمصام عَلم ہو
ہر روح کو اس دم ہوس ملکِ عدم ہو

کس کا اسدُ اللہ سا ہوا والدِ مرحوم — حلالِ مہم مالکِ کل طاہر و معصوم
صدرِ دو سرا رحم دل و سروَرِ مہموم — آسودہ ہر اک سالک و گمراہ و محروم
معصومؑ کا دلدار ہو سالارِ اُمم ہو
اولاد کا اس عالم و عادل کو الم ہو

اس طرح کا والا ہمم اس طرح کا سردار — اس طرح کا عالم کا مدد اور مددگار
وہ مصدرِ الہامِ احد محرمِ اسرار — وہ اصلِ اصولِ کرم داورِ داوار

حاصل اگر اک مردِ دل آگاہ کو مارا
مارا اگر اس کو اسدؑ اللہ کو مارا

سردارِ امم محرمِ اسرارِ محمدؐ | مہرو اسدؑاللہ کا دل دارِ محمدؐ
دلدار و دل آرام و مددگار محمدؐ | ممدوح ملک مالکِ سرکارِ محمدؐ

سروڑ کہو اسلام کا اس مالکِ کل کو
آرام دو اک دم دلِ سردارِ رُسل کو

میر انیسؔ کے ان چار بندوں میں مرزا دبیرؔ کے مرثیوں کی گہری چھاپ نظر آتی ہے اور تمام حروف مرزا صاحب کے مرثیوں میں اسی خوبصورتی سے نظم ہوئے ہیں۔

لطفیہ: ایک دن میر انیسؔ کے سامنے کسی مصاحب نے کہا کہ سنا ہے مرزا دبیرؔ نے ایک پورا مرثیہ صنعت غیر منقوط میں کہا ہے۔ میر انیسؔ نے مسکرا کر کہا: یہ کیوں نہیں کہتے کہ مرزا صاحب نے مہمل مرثیہ کہا ہے۔ راقمؔ نے اسی بنا پر اس کتاب کا نام ''کلام عاطلۂ عطاردؔ (مہملۂ دبیرؔ)'' رکھا ہے تا کہ دبیرؔ کے اس عظیم تخلیقی شاہ کار کا سرورق بھی میر انیسؔ کے الفاظ سے تزئین ہو جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا دبیرؔ صنعت غیر منقوط کے عمدہ شاعر ہیں اور ان کا کلام اس صنعت میں سیّد انشاؔ کے کلام سے بھی آگے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس صنعت کا شہنشاہ مرثیہ گو شاعر قاری یعقوب علی خان نصرتؔ مدوؔ ہے۔

ع: مصرعوں میں روانی ہے کہ بہتا ہوا پانی'' نصرتؔ مدوؔ کا غیر منقوط مرثیہ ع:
''مداح ہوا کلک امامِ دوسرا کا''

ہم نے اس تالیف میں اس لیے شامل کر دیا کہ یہ ادبی اور رثائی شاہکار سرمایہ محفوظ ہو جائے اور اس سے ہمارا مدعا بھی پورا ہو جائے کہ مرزا دبیرؔ کے دو مرثیے اس مرثیے سے کتنے مختلف ہیں۔ مشہور ہے۔ ''ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شود''

دبیر کی غیر منقوطہ تصانیف کی فہرست

۱۔ رباعیات

مرزا دبیرؔ کی صرف گیارہ غیر منقوط رباعیات ہیں جبکہ مرزا صاحب کی کل رباعیات کی تعداد (۱۳۳۲) ہے۔ ان گیارہ رباعیات کی تفصیل اور ترتیب یہ ہے۔

۱۔	نعتیہ رباعی۔	ع: مداح ہوا مورد امداد رسولؐ
۲۔	منقبتی رباعی (امام حسینؑ)	ع: گر مہر امامؑ دو سرا حاصل ہو
۳۔	رثائی رباعی (امام حسینؑ)	ع: ہو درد و الم مدام دردا دردا
۴۔	رثائی رباعی (امام حسینؑ)	ع: دردا کہ ملول امامِ معصومؑ رہا
۵۔	رثائی رباعی (حضرت علی اصغرؑ)	ع: آرام دل حرم کا معدوم رہا
۶۔	رثائی رباعی (شہدا کربلا)	ع: کامِ گلوے آلِ محمدؐ سوکھا
۷۔	رثائی رباعی (حُر ابن ریاحی)	ع: اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا
۸۔	رثائی رباعی (حُر ابن ریاحی)	ع: واللہ کہ طالع رسا حُر کو ملا
۹۔	رثائی رباعی (حُر ابن ریاحی)	ع: سرگرمِ ولا دل رہا حُر سر دہوا
۱۰۔	رثائی رباعی (حُر ابن ریاحی)	ع: واللہ کہ حُر کو دلِ آگاہ ملا
۱۱۔	مدحیہ رباعی (حُر ابن ریاحی)	ع: حُر کو مدد حرم کا الہام ہوا

۲۔ قطعۂ تاریخ

دبیرؔ نے پانچ اشعار کا ایک تاریخی قطعہ غیر منقوط کہا جو مرثیہ الخ ع: ''مہر علم سرورؑ اکرم ہوا طالع'' کی تاریخ تصنیف کے سلسلے میں ہے۔ اس سے تاریخ ۱۲۵۹ ہجری نکلتی ہے۔

شعر مادۂ تاریخ یہ ہے:

سال ادراک اس دل کو ہوا مصرع کہا
مدحِ روحِ سالمِ سرورؑ عطاردؔ کا کلام (۱۲۵۹ ہجری)

دوسرا مصرع تاریخ یہ بھی ہے: ع: ''در مدح سرورؑ عالم عطاردؔ کا کلام''

۳۔ قطعۂ منقبتی (امام حسینؑ)

چودھری سیّد نظیر الحسن رضوی فوق مولف ''المیزان'' نے دبیؔر کا ایک غیر منقوط قطعہ جو امامِ حسینؑ کی شان میں ہے، پیش کیا ہے:

علام ہر اک علم کا اور موردِ الہام — وہ اس کا ہوا حکم کہ اسلام ہوا عام
روحِ اسدُ اللہ محمدؐ کا دل آرام — صدرِ دو سرا علم کا گھر مصدرِ اکرام

محکوم احد حاکمِ سرکارِ محمدؐ
مدّاحِ رُسل محرمِ اسرارِ محمدؐ

۴۔ سلام

''دفترِ ماتم'' کی سولھویں جلد مطبوعہ مطبع احمدی لکھنؤ، ۱۸۹۶ء میں سترہ اشعار پر مشتمل ایک غیر منقوط سلام ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے:

مطلع: مطور اگر کمال ہو سرِو امام کا
مصرع ہمارا سرو ہو دارلسلام کا

مقطع: لامع ہو گر کمال عطاردؔ سر سما
مداح ہو گا کلکِ عطاردؔ کلام کا

۵۔ معروف مرثیہ

مطلع: مہرِ علمِ سرورِ اکرم ہوا طالع

حال: حضرت عباسؑ

تعداد بند: (۶۹) انہتر

''نادراتِ مرزا دبیؔر'' میں مولف ڈاکٹر سیّد صفدر حسینؒ نے تعداد (۷۲) بتائی ہے جو صحیح نہیں ۔بعض بند ایک مصرعے کی تبدیلی سے مکرر لکھے گئے اور اس طرح تین بند تکراری ہیں۔ سہل انگاری یہ بھی ہے کہ اس غیر منقوط مرثیے میں بعض مصرعے نقطہ دار بھی شامل ہو گئے ۔)

سنہ تصنیف: ۱۲۵۹ ہجری مطابق ۱۸۴۳ء

تخلّص: عطاؔرد۔ مرثیے کے چھٹے بند اور انچاسویں بند میں آیا ہے لیکن آخری بند میں تخلّص نہیں ملتا۔

بند(۶)= او کلکِ عطاؔرد سوٗ مولا ہو کمک کر
ہر اسم گروہِ عمرِ سعد کا حک کر

بند(۴۹)= گہ سہم عطاؔرد کا ہوا مرگ عدو کو
گہ ہالۂ صمصام ہوا ہار عدو کو

مرزا دبیؔر نے اپنے تخلّص دبیؔر کے ہم معنی غیر منقوط تخلّص عطاؔرد رکھا ہے جیسا کہ خود کہتے ہیں:

ڈھونڈا جس دم تخلّص بے نقط
ہم نام دبیؔر کا عطاؔرد نکلا

حکایت: میر محمد رضا ظہیؔر لکھنوی شاگرد دبیؔر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرثیہ خواجہ آتشؔ کی زندگی میں کہا گیا تھا (آتشؔ کی وفات ۲۵ محرم ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۳ جنوری ۱۸۴۷ عیسوی ہے)۔ جس مجلس میں مرزا دبیؔر نے یہ مرثیہ پڑھا، اس میں میر ضمیؔر اور خواجہ آتشؔ بھی تشریف لائے تھے اور اختتامِ مجلس پر خواجہ آتشؔ نے پکار کر اس طرح داد دی تھی: ''یہ صنعت اس بے تکلفی کے ساتھ آپ ہی کا حصہ ہے۔ یا فیضیؔ کی تفسیر سنی تھی یا آج یہ مرثیہ سنا''۔

طباعت: پہلی بار یہ مرثیہ مرزا دبیؔر کے انتقال کے (۸۵) پچاسی برس بعد شائع ہوا۔ ''حیات دبیؔر'' کے مولف ثابتؔ لکھنوی نے صرف تین بند اس مرثیے کے لکھ کر حاشیے میں لکھا: ''نہ وہ مرثیہ میرے پاس ہے نہ اور کسی کے پاس ہے، بجز جانشین جناب حضرت اوجؔ مدظلہ کے۔'' یہ مرثیہ پہلی بار مہذبؔ لکھنوی نے ۱۹۶۱ء میں بعنوان ''ماہِ کامل'' سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے شائع کیا۔ دوسری بار یہ مرثیہ ۱۹۶۵ء میں ڈاکٹر مظفر حسن نے اپنے مقالے میں شائع کیا اور تیسری بار یہ مرثیہ ''نادرات مرزا دبیؔر'' مولفہ ڈاکٹر صفدر

حسین میں ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ اس مرثیے کے کچھ بند ''پیام عمل'' لاہور دبیر نمبر میں بھی ۱۹۷۵ء ہی میں شائع ہوئے۔

۶۔ متنازع مرثیہ

مطلع: ع: ہم طالع ہُما مراو ہم رسا ہوا

مقطع: ع: ہوگا عطارد اسمِ معزّی ہمارا عام

حال: حضرت امام حسینؑ

تعداد بند: (۱۰۱)

نادر قلمی نسخہ: راقم کی لائبریری واقع ٹورنٹو کینیڈا میں ایک بہت قدیم قلمی نسخہ موجود ہے جس میں مرثیے کو مرزا دبیر کی تصنیف لکھا گیا ہے۔ مخطوطے پر کوئی سنہ تصنیف موجود نہیں۔ ہم اس کتاب میں اس قلمی نسخے کے پہلے اور آخری اوراق کی فوٹو کاپی پیش کر رہے ہیں۔

طباعت: پہلی مرتبہ یہ مرثیہ ۱۸۹۱ء میں مطبع شوکت جعفری گولا گنج سے ''مرثیۂ اختر'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس مرثیے کی مطبوعہ کاپی ہمیں نہ مل سکی۔

دوسری بار ۱۹۱۸ء میں سیّد صغیر حسن زیدی نے مطبع یوسفی، دہلی سے اسے طبع کر کے شائع کیا۔ اس کتاب میں اس مطبوعہ مرثیے کے پہلے اور آخری اوراق کی فوٹو کاپی پیش کی گئی ہے۔

اِسے زمانے کی ستم ظریفی نہ کہیں تو اور کیا کہیں کہ لوگوں نے اس مرثیے کو ایک متنازعہ مرثیہ بنادیا ہے۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ یہ مرثیہ نواب مرزا محمد تقی اختر شاگرد دبیر کا ہے لیکن اغلب علماے دبیریات نے اِسے مرزا دبیر کی تصنیف قرار دیا ہے۔ ہماری تحقیق اور مرثیہ کا تجزیہ ہمیں مطمئن کر چکا ہے کہ یہ مرثیہ دبیر ہی کا ہے، اسی لیے ہم اس کو کلام عاطلۂ دبیر کی زینت بنا رہے ہیں۔ اپنے ادعا کو ثابت کرنے سے پہلے ہم اُن معتبر حوالوں کو پیش کریں گے جن میں اسے تصنیف دبیر ہونے سے اقرار اور انکار کیا

گیا ہے اور آخر میں تاریخی، ادبی، عقلی اور منطقی دلیلوں سے اپنے مدعا کو صاحب نظروں تک صحیح پہنچانے کی کوشش کریں گے تاکہ حق حق دار کو مل سکے۔

ف ا: علماے ادب جنھوں نے اس مرثیہ کو دبیر کی تصنیف بتایا ہے:

ا۔ محمد حسین آزاد ''آبِ حیات'' صفحہ ۴۷۸ پر لکھتے ہیں: ''ایک مرثیہ بے نقط لکھا جس کا مطلع ہے:
''ہم طالع ہما مرادہم رسا ہوا'' اس میں اپنا تخلص بجاے دبیر کے عطارد رکھا''۔

۲۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ''دبستان دبیر'' میں لکھتے ہیں: ''شبلی نعمانی نے اس مرثیے کو مرزا دبیر سے منسوب کیا''

۳۔ شاد عظیم آبادی ''پیمبران سخن'' صفحہ ۱۷۸ پر لکھتے ہیں: ''صنعتِ مہملہ کوئی معمولی صنعت نہیں۔ فیضی اگر صرف ''سواطع الالہام'' لکھ جاتا اور کوئی تصنیف چھوڑ کر نہ جاتا تو اُس کی شہرت کمال کے لیے کافی تھا۔ سب مورخ اور تذکرہ نویس معترف ہیں کہ قرآن کی بے نقط تفسیر لکھ لینا فیضی کے تبحر پر دلیل واضح ہے۔ مرزا صاحب نے اس صنعت میں دو مرثیے کہے اور غالباً ایک مرثیے میں سو بند سے زیادہ ہیں۔ مرثیہ کے مطلع کا بند یہ ہے:

ہم طالع ہما مرادہم رسا ہوا   طاؤس کلکِ مدح اُڑا اور ہُوا ہُوا
مصرع ہمارا مطلع مہر سما ہوا   اور دوحۂ کلام سراسر ہُرا ہُوا
مطلع ہوا کہ مہر ہو دارالسلام کا
عطرِ گل ارم ہوا حاصل کلام کا

۴۔ نواب دولھا صاحب نے ''تذکرۂ مرغوب دل'' مطبوعہ ۱۲۸۲ ہجری میں مرثیۂ غیر منقوط
''ہم طالع ہما مرادہم رسا ہوا'' کو دبیر سے منسوب کیا ہے۔

۵۔ ''المیزان'' میں سیّد نظیر الحسن چودھری نے اس بات کی تائید کی ہے کہ مرزا دبیر نے ایک سے زیادہ غیر منقوط مرثیے لکھے۔ کہتے ہیں: ''صنعتِ مہملہ میں مرزا صاحب کے

کئی مرثیے ہیں۔ ان میں سے ایک مرثیے کا مطلع ہے: ''مہر علم سروڑا کرم ہوا طالع''۔ بے نقط مرثیوں میں اپنا تخلص ''عطارد'' رکھا ہے۔

۶۔ لالہ سری رام نے ''خم خانۂ جاوید'' مطبوعہ دہلی، طبع ۱۹۱۷ء میں اس مرثیے کو دبیر کی تصنیف قرار دیا ہے۔

۷۔ سیّد صغیر حسن شمی زیدی دہلوی نے اس مرثیے کو ۱۹۱۸ء میں دہلی کے مطبع یوسفی سے ''تصنیف دبیر'' کے نام سے شائع کیا جس کا عکس اس کتاب میں موجود ہے۔

۸۔ عبد الرؤف عروج نے ''اُردو مرثیے کے پانچ سو سال'' میں یہ مرثیہ مرزا دبیر کے نام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۹۔ ڈاکٹر مظفر حسن ملک نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں اس مرثیے کو دبیر کی تصنیف بتایا ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر یعقوب عامر نے اپنے مضمون ''صنائع لفظی'' ''درس بلاغت'' میں ''ہم طالع ہما مراد ہم رسا ہوا'' کو دبیر کی تصنیف بتایا ہے۔

۱۱۔ مرزا دبیر کے فرزند اکبر مرزا محمد جعفر اوج نے بھی اس بات کی تائید کی ہے کہ مرزا دبیر کے ایک سے زیادہ غیر منقوط مرثیے ہیں۔ جناب صادق صاحب نے ''دبیر اور شمس آباد'' میں لکھا ہے کہ ''حیات دبیر'' کے صفحہ نمبر ۱۹۶ کے حاشیے میں اوج صاحب نے ''مہر علم سروڑا کرم ہوا طالع'' کے تذکرے کے ساتھ یہ تحریر اضافہ کردی کہ ''ایک مرثیہ اور ہے'' ع: مداح ہو ولا اسد کردگار کا''

نوٹ: (یہاں مرزا اوج مرحوم کو غلط فہمی ہوئی۔ یہ مرثیہ قاری یعقوب علی نصرت مدد کا ہے)

علمائے ادب جنھوں نے اس مرثیے کو نواب محمد تقی اختر کی تصنیف قرار دیا۔

۱۔ ثابت لکھنوی مولف ''حیات دبیر'' اس مرثیے کو دبیر کے شاگرد نواب محمد تقی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔

۲۔ ۱۸۹۱ء میں یہ مرثیہ اختر کے نام سے مطبع شوکت جعفری، گولا گنج لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۳۔ ''سبع مثانی'' کے مولف خبیر لکھنوی صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں: ''اگر کبھی کسی شاگرد نے

شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے، چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب اختر مرثیہ گو نے، جن کا بے نقطہ مرثیہ ہے (ہم طالع ہما مراوہم رسا ہوا) ایک بھری ہوئی مجلس میں بر سر منبر کہا کہ بہت لوگ حقیر کو مرزا دبیر کا شاگرد کہتے ہیں، میں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعویٰ کریں تو اُن سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں۔ رات میں جب بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق دبیر سے یہ ذکر کیا تو سب کی سن کر یہ مصرع کہہ دیا۔

ع: ''شاگرد ہوں سبھوں کا سب استاد ہیں مرے''

۴۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ثابت لکھنوی کی ''حیات دبیر'' سے بیسوی صدی اور موجودہ دور کے رثائی ادب کے علمانے استفادہ کیا۔ شاید ہی کوئی کتاب دبیر پر ایسی ہو جس میں ''حیات دبیر'' کا تذکرہ نہ ہو، چنانچہ اغلب کتابوں، مقالوں، رسالوں، جریدوں اور مضمونوں میں ثابت لکھنوی کی آواز کی گونج صاف سنائی دے رہی ہے کہ یہ مرثیہ اختر کا ہے اگرچہ اس کے ثبوت میں کچھ دلائل اور وقائع پیش نہیں کیے گئے۔

مثال کے طور پر ۱۹۷۵ء میں شائع ہونے والے دبیر نمبر ''پیام عمل'' لاہور کے مدیر لکھتے ہیں: ''البتہ ایک غیر منقوطہ مرثیہ (ہم طالع ہما مراوہم رسا ہوا) ان کی تصنیف نہیں۔ نہ معلوم کیوں اُن سے منسوب ہوگیا ہے۔ وہ دراصل آغا تقی محمد اختر کی تصنیف ہے۔

تحقیق اور تبصرہ: نواب مرزا آغا محمد تقی خان اختر، لکھنؤ کے نواب زادے تھے۔ ان کے حالات زندگی اور ادبی کارناموں کا کوئی پتا نہیں چلتا۔ راقم کے کتاب خانہ ذاتی میں صرف ایک قلمی نسخہ موصوف سے منسوب ہے، جس کا مطلع ہے: ع:

باغِ محمدی میں ہے آمد بہار کی

''ہم طالع ہما مراوہم رسا ہوا'' ۱۸۹۱ء میں مطبع شوکت جعفری، لکھنؤ سے شائع ہوا جس کو مرثیۂ اختر کہا گیا، چنانچہ محمد تقی کا نام ادبی اور رثائی دنیا میں اس مرثیے کے انتساب سے باقی ہے۔ ''حیاتِ دبیر'' کے مولف ثابت لکھنوی کی حکایت نے اس مسئلے کو اور

مستحکم کر دیا۔ حیات دبیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ اختر نے یہ مرثیہ پڑھا، لوگوں کو یقین نہ آیا، چنانچہ اختر نے دبیر کی شاگردی سے انکار کیا اور گستاخی کی جس کا ہم ذکر اوپر کر چکے ہیں۔ اس حکایت کو چمکانے کے لیے خبیر لکھنوی نے اپنے قلم سے ان الفاظ پر سونے کا پانی چڑھایا جس کا نتیجہ کچھ ایسا ہوا کہ لوگ اس مرثیے کو اختر سے منسوب کرنے لگے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ''حیاتِ دبیر'' میں بعض روایات، حکایات، واقعات مجہول معلوم ہوتے ہیں، بعض واقعات میں ضد و نقیض مسائل یک جا ہیں، بعض واقعات میں مرحوم ثابت لکھنوی نے اپنے نانا ظہیر لکھنوی کی دبیر سے قربت اور ان کی فنی عظمت ثابت کرنے کے لیے واقعات کی بے نمک غذا پر مرچ اور نمک ہی نہیں چھڑکا بلکہ خیالی پلاؤ بھی پکا کر دسترخواں پر رکھا۔ ہمیں اولاً اس گستاخانہ داستان کی کوئی اور اطلاع نہیں ملتی۔ کئی محققین نے اس داستان کو، جس کے داستان ہونے میں ہم کو شک ہے، من و عن نقل کیا ہے۔ میر ضمیر کے شاگردوں میں محمد علی شہرت اور عابد علی بشیر، دبیر سے حسد کرتے تھے اور ان کے مخالف تھے۔ معروف مرثیہ ع: ''ذرہ ہے آفتاب، دُرِ بوتراب کا'' کی داستان جو میر ضمیر اور مرزا دبیر میں اختلاف کا سامان بنی، ہمارے اس دعوے کی محکم دلیل ہے۔ مرزا دبیر کے شاگردوں میں مشیر لکھنوی تیز اور اختر مرموز تھے چنانچہ اختر نے دبیر کے انتقال کے سولہ سال بعد اس مرثیے کو اپنے نام سے مطبع شوکت جعفری کولا گنج سے شائع کروایا جو اس وقت نول کشور کی دونوں جلدوں میں ۱۸۷۵ء اور ۱۸۷۶ء میں شائع نہ ہوا تھا۔

''دفترِ ماتم'' کی بیس (۲۰) جلدیں، جو ۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۷ء کے درمیان لکھنؤ سے اوج لکھنوی کی زیرِ نگرانی شائع کی گئیں، اس میں سوائے دس غیر منقوط رباعیات، ایک قطعۂ منقبت اور ایک سلام غیر منقوط کے علاوہ کوئی غیر منقوط مرثیہ شامل نہیں۔ شاید اوج مرحوم اس متنازع مسئلہ کو چھیڑنا نہیں چاہتے تھے، البتہ اوج مرحوم نے سلام کی سولھویں سترھویں اور اٹھارویں جلدوں میں دبیر کے اڑتالیس (۴۸) شاگردوں کے

سلام شامل کیے لیکن اختر کا کوئی سلام اس میں نظر نہیں آتا۔ حق تو یہ تھا کہ مرزا اوج اپنے قلم سے اس مسئلے کو حل کر دیتے اور ان مرثیوں کے مخطوطات کو عوام نہیں بلکہ خواص، جو دبیر کی عظمت کو ثابت کر رہے تھے، اور حیات بخش رہے تھے اُن تک ضرور فراہم کرتے۔ ''حیات دبیر'' کے صفحہ (۱۹۸) پر ثابت لکھنوی کا جملہ سلگتا ہوا احتجاج ہے ''نہ وہ مرثیہ میرے پاس ہے، اور نہ کسی اور کے پاس بجز اوج مدظلہ کے''۔ ''المیزان'' کے مولف چودھری سیدنظیر الحسن نے خبیر لکھنوی کی مرتبہ ''سبع مثانی'' کے مقدمہ میں بہت سچ کہا کہ ''مرزا صاحب کے کلام سے روز بہ روز کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گویوں سے زیادہ اُن کا کلام نہایت غلط چھپا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ اس خرابی کو رفع کرتے اور مرثیوں کو اصل سے مقابلہ کر کے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی کیوں کہ اصل مرثیے ان کے قابو میں تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدوں اور شاگردوں کا گروہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا، لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے کبھی اپنے فرض کو محسوس نہیں کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف، اپنی ترقی و شہرت اور اپنے لیے داد تحسین حاصل کرنے تک محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو، جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد ڈالی، بالکل فراموش کر گئے۔''

ہم اس تحریر میں اُن عظیم علماے ادب کے نام اور بیانات دے چکے ہیں جنھوں نے اس مرثیے کو دبیر کی تصنیف قرار دیا ہے جن میں محمد حسین آزاد (آب حیات) شبلی نعمانی (موازنہ انیس و دبیر) نواب دولھا صاحب (مرغوب دل) شاد عظیم آبادی (پیمبر انِ سخن) لالہ سری رام (خم خانہ جاوید) اور سید صغیر حسن شمسی (مطلع یوسفی) خاص اہمیت کے اس لیے حامل ہیں کہ ان بزرگوں نے دبیر کو دیکھا اور سنا بھی ہے اور بعضوں نے دبیر سے شخصی ملاقاتیں بھی کیں ہیں۔ ان علما نے اس مرثیہ کے بیان کو کسی حوالے سے نہیں بلکہ اپنی نجی تحقیق اور تشخیص سے ہم تک پہنچایا ہے۔ اس کے برخلاف

ہمیں جو دو تحریریں، یعنی ۱۸۹۱ء کا مطبوعہ ''مرثیۂ اختر'' اور ''حیات دبیر'' کا اقتباس کچھ وزن رکھتی ہیں لیکن ان کے بعد کا سپاہیٔ لشکر، جس نے اس مرثیے کو اختر سے منسوب کیا ہے، صرف انھی دو پاؤں پر کھڑا نظر آتا ہے۔

''دبیر اور شمس آباد'' کے مصنف کے حوالے سے یہ بات ثابت ہے کہ مرزا دبیر کا ایک اور مرثیہ غیر منقوط ضرور تھا یہ اور بات ہے کہ مرزا اوج نے جس مرثیے کا مطلع حاشیے پر لکھا، وہ یعقوب علی خاں نصرت مدد کا ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ مسائل اوج کی زندگی کے آخری چند سالوں سے ربط رکھتے ہیں جہاں انسان کا اپنا آپ حواس نہیں رہتا چہ جائے کہ قادر الکلام باپ کے صدہا مرثیوں کا پتا اور مطالع یاد ہوں لیکن اتنا تو ثابت ضرور ہوا کہ مرزا دبیر کے کم از کم دو غیر منقوط مرثیے ہیں۔

راقم کی نظر میں ان تاریخی، تحریری، تنقیدی، تائیدی اور تحریکی بیانات سے اہم وہ نکات ہیں جو خود اس مرثیے میں موجود ہیں اور ہمیں اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ مرثیہ دبیر کا ہے، یا کسی ایسے عظیم شاعر کا جو دبیر جیسا باکمال ہو اور جس کا تخلص بھی دبیر کا ہم نام عطارد ہو۔

نکتہ نمبر ۱: مرثیے کا آخری یا مقطع کا بند اس مصرعے سے شروع ہوتا ہے۔

ہوگا عطارد اسم معرّی ہمارا عام

ہمیں اتنا معلوم ہے کہ دبیر نے اپنا ہم معنی غیر منقوط تخلص عطارد اختیار کیا تھا۔ یہ شاید دبیر نے اپنے نانا خسر انشا اللہ خان انشا کی تقلید میں کیا ہو۔ انشا اللہ خان نے اپنا غیر منقوط تخلص اپنے نام کا ترجمہ ''لوارادا اللہ'' رکھا تھا، اِسی طرح یعقوب علی خان نصرت نے نصرت کا ہمنام مدد تخلص کیا۔ مرزا دبیر کے جواں سال فرزند محمد ہادی حسین، جن کا عین عالمِ شباب میں دبیر کی آنکھوں کے سامنے انتقال ہوگیا، جو مبتدی شاعر تھے، وہ عطارد تخلص کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اتنا ذوقِ تخلص شدید تھا کہ نواب مرزا محمد تقی

خان اختر نے بھی عطارد تخلص اختیار کیا؟ اس کا جواب تو صرف ذوق سلیم رکھنے والے افراد ہی دے سکیں گے۔

نکتہ نمبر ۲: کلام مہملہ کہنا بہت دشوار ہے۔ یہ راستہ تو سودا، میر، مصحفی، ناسخ، آتش، غالب، ذوق، امیر، داغ، اقبال، اور جوش سے طے نہ ہوسکا۔ میر انیس نے تین چار بند کہہ کر مضمون مہمل بند کر دیا۔ اس میدان کے شہسوار تو یا فارسی میں فیضی یا اُردو میں انشا، دبیر اور یعقوب علی نصرت ہیں۔ سوال یہ ہے کہ نواب مرزا محمد تقی خان اختر، جن کے نام، کلام اور پیام سے عوام تو ایک طرف خواص بھی واقف نہیں، جن کا لے دے کر ایک آدھ کمزور سست مرثیہ ہے، کس طرح (۱۰۱) بند کا معرکہ آرا مہملہ مرثیہ، جو صنعتوں سے بھرا ہوا ہو قلم بند کرسکیں۔ کیا اِسے عقل اور منطق قبول کرسکتی ہے؟ کہ بچہ پیدا ہوتے ہی دوڑنے لگے؟ ہم نے مرغی کے بچے کو تو ایسا دیکھا ہے لیکن انسان کے بچے کو ایک ڈیڑھ سال کی مشق ضرور درکار ہوتی ہے۔

نکتہ نمبر ۳: مرزا دبیر کے مرثیوں میں عمدہ اور پُرشکوہ مراثی امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے حال کے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہو کہ دبیر نے ایک مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال کا لکھا: ع: ''مہر علم سرور اکرم ہوا طالع'' جو ۶۹ بند کا ہے اور متنازع مرثیہ حضرت امام حسینؑ کے حال کا ہے، جس میں ۱۰۱ بند ہیں۔

نکتہ نمبر ۴: سب سے اہم نکتہ ان دونوں مرثیوں کی ہم آہنگی ہے۔ اس صنعتِ معطلہ میں دونوں مرثیوں میں چہرہ، رخصت، آمد، سراپا، رجز، رزم، اور شہادت وغیرہ کا نظام ایک ہی ذہن کی تخلیق معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں مرثیوں میں الفاظ کی ترکیب، ''لفظوں کی بندش'' القاب کی تزئین، استعارتی نظام کا تسلسل، قادرالکلامی، معنی آفرینی، مطالب کی فراوانی اتنی مشابہ اور ہم رنگ ہے کہ یہ دونوں مرثیے ایک ہی ذہن کی پیداوار ہو سکتے ہیں، چنانچہ یہ دونوں مرثیے ایک ہی شخص کے ہیں۔ جب ہمیں معلوم ہے کہ ایک مرثیہ صد درصد دبیر کا ہے تو دوسرے کو بھی دبیر ہی کا مرثیہ کہنا درست ہوگا۔

کیا یہ ممکن ہے کہ شاگرد دبیر، اختر کے مرثیے پر دبیر کی اصلاح اتنی گہرے رنگ کی ہے

کہ اس دبیرؔ فلک کی روشنی میں معمولی سے اختر کی روشنی نظر نہیں آتی؟ اللہ ھوالعالم۔
یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہیں کہ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی نے ''دبستان دبیرؔ'' میں اس مرثیے کو محمد تقی اخترؔ کا مرثیہ قرار دے کر اس کا مرزا دبیرؔ کے مرثیے ع: مہر علم سرور اکرم ہوا طالع'' سے مقائسہ کیا ہے۔ موصوف نے وہی موازنہ کے شبلی والی چال چلی یعنی معروف مرثیے کے عمدہ بند اور متنازع مرثیے کے ضعیف بندوں سے مقائسہ کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ایک استاد اور دوسرا شاگرد کا مرثیہ ہے۔
ہمیں یہاں حافظؔ کا مصرع یاد آ رہا ہے:

''چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند''

بات یہ ہے کہ ہر شاعر کا ہر شعر چست یا سست نہیں ہوتا۔ بعض اشعار عالی اور بعض معمولی ہوتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان اشعار میں رنگ کیا ہے، زبان برتنے کا ڈھنگ کیا ہے، زبان کیا ہے، استعاراتی نظام اور الفاظ کی بندش کس طرح کی گئی ہے۔ سرسری دو چار بند پڑھ کر تصفیہ کرنا اچھی تنقید کاری نہیں بلکہ بقول جوشؔ:

لیلائے سخن کو آنکھ بھر کر دیکھو
قاموس و لغات سے گزر کر دیکھو
الفاظ کے سر پر نہیں اڑتے معنی
الفاظ کے سینے میں اتر کر دیکھو

اگر فاروقی صاحب اس بحر بیکراں کی غواصی کرتے تو معلوم ہوتا کہ یہ لولو و مرجان ایک ہی بحر عدن سے متعلق ہیں۔

محاسن، صنائع اور بدائع

صنعتِ مہملہ خود ایک مشکل صنعت ہے اور اس صفت میں دوسری صنعتوں کا پیدا کرنا شاہ کارانہ ہنر سمجھا جاتا ہے۔ ہم اس تحریر میں صرف مرزا دبیرؔ کے ایک معروف غیر منقوطہ مرثیے:

''مہرِ علم سرورِ اکرم ہوا طالع'' کے بعض اشعار میں محاسن، صنائع اور بدائع کو پیش کریں گے۔

ف۱: روزمرّہ = ع: اللہ مدد کر اسدؐ اللہ مدد کر

ع: عمو ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ

عادل کا ہوا دور ذرہ دور ہو سرکو

سر دُو دمِ صمصام کو اور اسلحہ دھر دو

ف۲: محاورے : سر دینا، دھر دینا۔

ف۳: مراعات النظیر : صمصام، اسلحہ۔

ف۴: صنعتِ تضمین المزدوج: سر، دھر۔

ف۵: صنعتِ شبہ اشتقاق: دور، دور۔

ف۶: ع: دل گردہ وہ کس کا کہ ہو اس صدمے کا حامل

محاورہ: دل گردہ کا ہونا

محکوم وہ اللہ کا حاکم وہ ارم کا

حامل وہ علم کا وہ مددگار حرم کا

ف۷: صنعتِ تضاد: محکوم، حاکم۔

ف۸: صنعتِ تضریع: محکوم، حرم۔

ف۹: صنعتِ جمع: محکوم، حاکم، حامل، مددگار۔

سلکِ گہر و لعلِ علم دارِ مکرّم لمعہ دہ الماس و دُر لعلِ دو عالم

پورا شعر صنعتِ جمع میں ہے۔

ف۱۰: صنعتِ ایہام: ہر سور گرا اور کہا مرگ ہو حاصل

سور سے مراد بہادر اور خنزیر بھی ہے۔

ف۱۱: صنعتِ ذوالسانین: ہر گام دعا کو ملک و حور سرِ راہ

اللہ معک صلی علاہ مدبک اللہ

پہلا مصرع اُردو اور آخری مصرع عربی میں ہے۔

ف۱۲: صنعتِ شبہ اشتقاق ع: رہوار کو ہر لطمہ ہوا کا ہُوا کوڑا
(ہَو ا اور ہُوا)

ف۱۳: صنعتِ مبالغہ غلو: اُڑ کر ہُوا طاؤس علمدار کا گھوڑا

ف۱۴: صنعتِ مذہب کلامی: گر حکم علمدارؑ و امامؑ دوسرا ہو
وہ مار ہو طاؤس ہو موسیٰؑ کا عصا ہو

ف۱۵: صنعتِ ذوالقافیتین: اک **ولولہ** ایک حوصلہ دو ہمدم **مولا**
رہوار ہما وار سوے طارم اعلا

ف۱۶: صنعتِ حسن تخلص: اُو کلکِ عطارد سُوء **مولاؑ** ہو کمک کر
ہر اسم گروہِ عمر سعد کا حک کر

ف۱۷: صنعتِ تجنیسِ تام: عکس علم و عالم معمور کا عالم
عالم (دنیا) عالم (حال)

ف۱۸: تکرار بالواسطہ: ع: گہ ماہ کا گہ مہر کا گہ طور کا عالم

ف۱۹: جدید بندش: مہرِ علم ماہ مراد حاسدِ کم حوصلہ

وہ اصلِ طلسمِ حکما سحرِ ارسطو ذُلذُل **عمل** و حور کمال اور ملک رو
سرِ کوہ و کمرِ **لالہ** و دُمِ سرو و سُم آہو اور دامِ ہما طرّۂ رہوار کا ہر مو

محکوم وہ اسوار کا حاکم وہ ہُما کا
رہوار علمدارؑ کا اسوار ہوا کا

اس بند میں گھوڑے کے صفات، تشبیہات، استعارات، اور صنعتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

ف۴۰: تلمیحات: طلسمِ حکما، سحر ارسطو، دُلدل، حور، ملک، ہُما، علمدار۔

ف۴۱: صنعتِ تنسیق الصفات + صنعتِ جمع: سر، کمر، دُم، سُم، مو۔

ف۴۲: صنعتِ مراعات النظیر: طلسم، حکما، سحر، ارسطو۔

ف۴۳: صنعتِ طباق: راہوار = اسوار

سر = دُم

کوہ = کمر

محکوم = حاکم

ف۴۴: صنعتِ تضمین المزدوج: رہوار، اسوار

ف۴۵: استعارات: سحر، دُلدل، حور، کوہ، لالہ، سرو، آہو۔

ف۴۶: جدید ترکیبات: اصلِ طلسم حکما، دام ہُما، طرزِ رہوار۔

ف۴۷: صنعتِ سوالیہ: ع: سر وڑ کہو آرام ہوا ور دو کمر کو؟

ف۴۸: صنعتِ سیاق الاعداد: ع: وہ دوسرا احمدؐ کا اور اوّل وہ و دو کا

ع: اک وار لگا اور الگ سر ہوا سُو کا

اس بند میں صنعتِ تقابل، صنعتِ تضاد، صنعتِ تکرار اور صنعتِ جمع قابلِ ذکر ہیں:

وہ گرد وہ سُرمہ وہ ملال اور وہ آرام وہ کور وہ آگاہ وہ وسواس وہ الہام

وہ ذریہ و ملکہ وہ حرام اور وہ احرام وہ وعدہ وہ حاصل وہ سوال اور وہ اکرام

وہ سہو وہ ادراک وہ مملوک وہ مالک

وہ وہم وہ علم اور وہ گمراہ وہ سالک

ف۴۹: صنعتِ تضاد: ملال = آرام

گمراہ = سالک

وہم = علم

ف۵۰: صنعتِ تقابل: گرد = سرمہ

ذریہ = ملکہ

کور = آگاہ

مملوک = مالک

وہم = علم

ف۳۱: صنعتِ جمع: گرد، سرمہ، ملال، آرام، دیر، ملّہ، مملوک، مالک وغیرہ

دلدار سوا درد ہوا دل کو دوا دو   دلدار علمدارؑ کا ہو وصل دُعا دو

دلدار علمدارؑ کا رُو ہم کو دکھا دو   دلدار علمدارؑ دلاور کو صدا دو

عموؑ اِدھر آؤ اِدھر آؤ اِدھر آؤ

مردہ ہوا سردارؑ علمدارؑ گھر آؤ

ف۳۲: اس بند کے پہلے چار مصرعوں کو کسی بھی ترتیب سے پڑھنے سے معنی میں فرق نہیں ہوتا۔

ف۳۳: صنعت تضاد: درد = دوا

ف۳۴: صنعت تکرار: اِدھر اور آؤ کی تکرار ہے

ف۳۵: صنعت تضریع: عموؑ۔ آؤ

ف۳۶: تلمیحات: علمدار، سردارؑ سے مراد حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ ہیں۔

رباعیات

(II)

نعتیہ رباعی　　　　حضرت حسنیٔ مرتبتؐ

(۱)

مدّاح ہوا موردِ امدادِ رسولؐ
کھولا وہ درِ مدح کرو داد رسولؐ
حلال مہم سرورِ کُل مالکِ مُلک
واللہ رسولؐ اور اولادِ رسولؐ

مداح: تعریف کرنے والا/ مورد: باعث/ داد: انصاف/ حلال مہم: لڑائی جیتنے والا

منقبتی رباعی　　　　حضرت امام حسینؓ

(۲)

کو مہرِ امامؑ دوسرا حاصل ہو
گر درد ہو لا دوا دوا حاصل ہو
اس دم ہو مددگار گر احمدؐ کا لال
واللہ کہ دُرِ مدعا حاصل ہو

مہر: محبت/ امام دوسرا سے مراد امام حسینؓ ہیں/ دُرِ مدعا: مدعا کا موتی

رثائی رباعی — حضرت امام حسینؑ

(۳)

ہو درد و الم مدام دردا دردا
ہمدم ہو دمِ حسام دردا دردا
آوارۂ ملک مالکِ ہر دوسرا
محرومِ لحد امامؑ دردا دردا

الم: رنج / مدام: ہمیشہ / دردا: افسوس / ہمدم: ساتھی / لحد: قبر / محروم: بغیر

رثائی رباعی — حضرت امام حسینؑ

(۴)

دردا کہ ملول امامِ معصومؑ رہا
ہر اہلِ طمع عمر کا محکوم رہا
مالک ہوا ساحل کا گروہِ گمراہ
اور ہائے امامِ عصر محروم رہا

دردا: افسوس / ملول: رنجیدہ / طمع: لالچ / محکوم: اطاعت گزار / امامِ عصر: امامؑ زماں

رثائی رباعی حضرت علی اصغرؑ

(۵)

آرام دلِ حرم کا معدوم ہوا
کم عصر کا حالِ مرگ معلوم ہوا
دودھ اُگلا لہو ڈالا ڈرا کھا کر سہم
اور سرد وہ معصومؑ کا معصومؑ ہوا

معدوم: فنا / سہم: تیر / معصومؑ سے مراد امام حسینؑ ہیں / معصومؑ سے مراد اصغرؑ معصوم ہیں / سرد ہونا: مرجانا

رثائی رباعی شہدائے کربلا

(۶)

کام و گلوے آلِ محمدؐ سوکھا
ہر لحظہ لہو حرم کا لاحد سوکھا
وہ موسمِ گرما و سمومِ صحرا
ہر سرو گل و لالۂ احمدؐ سوکھا

کام: تالو / لاحد: بے حد / سموم: زہریلی ہوا (گرم لو) / سرو: مخروطی درخت جس سے قد کو تشبیہ دی جاتی ہے / گل: گلاب کا پھول / لالہ: سمبل

(۷)

حُر کو مددِ محرم کا الہام ہوا
ہر درد و الم سُرور و آرام ہوا
مسلم ہوا سرورؑ کا ہراول ہو کر
حاصل حُر کو کمالِ اسلام ہوا

الہام: وہ بات جو خدا کی طرف سے دل میں اترتی ہے / الم: رنج / سرور: خوشی / ہراول: وہ سپاہی جو لشکر کے آگے آگے ہوتا ہے / کمالِ اسلام: اسلام کی معراج

(۸)

واللہ کہ طالعِ رسا حُر کو ملا
سرورؑ امامؑ دوسرا حُر کو ملا
گھر حُر کا ہوا احمدؐ مرسل کا دل
حُور و ارم و حُلّہ صِلا حُر کو ملا

واللہ: اللہ کی قسم / طالعِ رسا: خوش نصیبی / امامؑ دوسرا سے مراد امام حسینؑ ہیں / ارم: جنت / حُلّہ: لباسِ جنت / صلا: انعام

(۹)

اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا
حُر کو اسدُاللہ کا اِدھر لال ملا
واللہ کُلاہِ سرِ عالم ہوا حُر
حُلّہ ملا معصومہؑ کا رُومال ملا

اعدا: دشمن / اسدُاللہ: حضرت علیؑ کا لقب (اللہ کا شیر) / واللہ: اللہ کی قسم / کلاہ: ٹوپی / حُلّہ: جنتی لباس معصومہؑ سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں

(۱۰)

سرگرمِ وِلا دل رہا حُر سرد ہوا
معصومؑ کا وہ ہمدم و ہمدرد ہوا
درد و الم امامِؑ طالع کو ملا
سُو حُر کا علم ہم عددِ درد ہوا
۲۰۸ ۲۰۸

سرگرم رہنا: مشغول رہنا / ولا: محبت / الم: رنج / امامؑ طالع: امامؑ خوش نصیب

حر: ح+ر: ۸+۲۰۰=(۲۰۸) درد: ۴+۲۰۰+۴=(۲۰۸)

(۱۱)

والله کہ مُحر کو دلِ آگاہ ملا
ہمدم ملکِ سدرہ سرِ راہ ملا
کامل ہوا اسلام دمِ وصلِ امامؑ
اللہ ملا اور اسدؔاللہ ملا

واللہ: اللہ کی قسم / دلِ آگاہ: خبر دار دل / ہمدم: ساتھی / سدرہ: عرش / سرِ راہ: راستے میں / وصلِ امامؑ: امامؑ سے ملاقات

قطعہ منقبتی (بند مسدّس)

مولف ''المیزان'' چودھری سید نظیر الحسن رضوی فوق نے دبیرؔ کا یہ بند مدحِ امام حسینؑ میں بطور مثال پیش کیا۔

علّام ہر اک علم کا اور موردِ الہام
وہ اس کا ہوا محکم کہ اِسلام ہوا عام
روحِ اسدؔاللہ محمدؐ کا دلِ آرام
صدرِ دوسرا علم کا گھر مصدرِ اکرام

محکومِ احد حاکمِ سرکارِ محمدؐ
مدّاحِ رُسل محرمِ اسرارِ محمدؐ

علّام: عالم جاننے والا / مورد: باعث فیض یافتہ / الہام: وہ بات جو خدا کی طرف سے دل میں اترتی ہے / اسد اللہ: لقب حضرت علیؑ کا ہے / مصدرِ اکرام: بخشش کا منبع / محکوم احد: خدا کا اطاعت گزار / سرکار: حکومت / مدّاح: تعریف کرنے والا / محرم اسرار: راز جاننے والا

سلام

مسطور اگر کمال ہو سرِو امامؑ کا
مصرع ہمارا سُرو ہو دارالسّلام کا

حاصل سرِ عمر کو مرصّع کُلاہ واہ
وردا سرِ علم سرِ اطہرؑ امامؑ کا

اَسرارِ طالعِ عمر و کُر کا وا ہوا
داور کا وہ عُدو و ہراول امامؑ کا

وہ محرمِ حرم کہ ہو آرامِ وردِ کُل
ورد و علم ہو اُس کو دوا و طعام کا

مسطور حالِ موسمِ سرما ہو کس طرح
سر گرمِ آہ سرد رہا دل امامؑ کا

صلح و ورع عطا و کرم حلم و داد و عدل
واللہ ہر عمل ہوا اطہر امامؑ کا

سلام
مسطور اگر کمال ہو سرِو امامؑ کا

اس طرح محوِ حمد رہا سرورِ اُمَم
اعدا کو حوصلہ ہوا مدحِ امامؑ کا

دردا لہو امامؑ اُمَم کا حلال ہو
سہل اس طرح ہو مسئلہ ہر حرام کا

ہر سو وہ آمد آمدِ سردارِ دوسرا
اور ہمہمہ وہ اَدہم صرصر لگام کا

کہرام مُلک مُلک ہوا دھوم کوہ کوہ
سوکھا لہو دلِ اسد و گرگ و دام کا

ڈر کر اُدھر کو گم ہوا عُمرِ عدو کا ماہ
طالع ہوا ہلال اِدھر کو حسام کا

محرومِ گور احمدِ مرسل کا لاڈلا
سردارِ دہر آہ ولد ہو حرام کا

آرامِ گور کا ہو اگر دل کو مدّعا
ہر سال و ماہ سوگ رکھا کر امامؑ کا

دردِ دلِ عمرؓ کو ہو آرام اور سُرود
روحِ حرم کو درد ہو مرگِ امامؑ کا

ہر دم ملا حرم کو وہ درد و الم کہ آہ
روحِ رسولؐ کو ہوا صدمہ مدام کا

سرورؔ کا مدح کو ہوا ہر مصرعہ رسا
"سحرِ حلال" اسم رکھا اس کلام کا

لامع ہو گر کمال عطّاردِ سِر سا
مدّاح ہو گا کلکِ عطّارد کلام کا

لغات:

مسطور: (ع) لکھا جائے سرو: (ف) خوبصورت مخروطی درخت جس کو قد سے تشبیہ دیتے ہیں۔

دارالسلام: (ع) بہشت مرصع: (ع) موتی جواہر جڑا ہوا کلاہ: (ف) ٹوپی

دروا: (ف) افسوس اطہر: (ع) بہت پاک طالع: (ع) قسمت

وا: (ف) کھلنا داور: (ف) خدا ہراول: (ت) آگے کی فوج کا سردار

محرمِ حرم: (ع) حرم کا رازدار الم: (ع) غم طعام: (ع) غذا

آہِ سرد: ٹھنڈی ہوا کے ساتھ افسوس کرنا ورع: (ع) پرہیزگاری حلم: (ع) نرم دلی

داد: (ف) انصاف سرورِ اُمم: (ع) امت کا سردار امیرِ حرام: (ع) حرام کا کام

دوسرا: (ف) دونوں عالم ہمہمہ: (ع) گھوڑے کی آواز ادہم: (ع) کالا گھوڑا

صرصر: (ع) آندھی	اسد: (ع) شیر	گرگ: (ف) بھیڑیا
دام: (ف) پھندے	ماہ: (ف) مہینا	طالع: (ع) طلوع ہوا
حسام: (ع) تلوار	گور: (ف) قبر	دہر: (ف) دنیا
حرامکا: حرام زادہ	سوگ: (ف) ماتم۔غم	روح حرم: (ع) اہلبیت
مدام: (ع) ہمیشہ	مصرعِ رسا: (ف) بلند مصرعہ	سحر حلال: (ع۔ف) فصیح اشعار؛ دبیرؔ کے جد اہلی شیرازی کی مشہور مثنوی کا نام
لامع: (ع) چمکنے والا۔درخشاں	عطاردؔ: دبیر فلک۔ستارہ	سرسما: (ف۔ع) آسمان پر
کلک: (ف) قلم		

قطعۂ تاریخ

مرثیہ: مہرِ علمِ سرورؐ اکرم ہوا طالع

علمِ کامل محرمِ اسرار کا لامع ہوا
ہم کو وہ مرہم ہے اعداو حاسد کو حسام
کردگار اس کا ممد مولاؑ اسد اللہ کا
اس کا دل آرا سلامِ مالکِ دارالسلام
وِرد آلِ احمدؐ مرسل کو لکھا عطل کر
ہر ملک کا ورد وہ ہو گا ہوا سرور امامؑ
مہر و اکرامِ رسولؐ اس سلکِ گوہر کا صلہ
ہو عطا اس کو سرورِ دل کہ حاصل ہو مرام
سال کا ادراک اس دل کو ہوا مصرع کہا
<u>مدحِ روحِ سالم سرور عطاؔرد کا کلام</u>

(متبادل مصرع) در <u>مدح سرورِ عالم عطاؔرد کا کلام</u> (۱۲۵۹ ہجری)

محرم: رازدان اسرار/ راز/لامع: درخشاں/حسام: تلوار/ممد: مددگار/اسد اللہ سے مراد لقب حضرت علیؑ ہے/ آرا: سجانے والا/دارالسلام: بہشت/ورد: بار بار دہرانا/عطل: بے نقطہ حرف/مہر: محبت/اکرام: عطا/سلک گوہر: موتی کی لڑی/سرور: خوشی/مرام: مطلب/ادراک: ہوش/روح سالم: مطمئن روح/عطارد: دبیر کا تخلص

معروف مرثیہ

مہرِ علمِ سرورِؑ اکرم ہوا طالع

۶۷ بند

در حالِ حضرت عباسؑ

(۱)

مہرِ علمِ سرورِ اکرم ہوا طالع
ہر ماہِ مُرادِ دلِ عالم ہوا طالع
ہر گام علمدار کا ہمدم ہوا طالع
اور حاسدِ کم حوصلہ کا کم ہوا طالع

عکسِ علم و عالمِ معمور کا عالم
گہ ماہ کا گہ مہر کا گہ طور کا عالم

بعض نسخے میں مصرع دوم اس طرح ہے۔ ''وہ مہر سو مہر سحر کم ہوا طالع'' مہر: سورج/سرورِ عالم: بخشنے والا سردار سے مراد امام حسینؑ ہیں/طالع: (ع) طلوع ہوا/سوا: (ع) علاوہ ماہ مراد: (ف) مراد کا چاند/گام: (ف) قدم عکس: (ع) تصویر/عالمِ معمور: (ع) آباد جہان/گہ: کبھی

(۲)

عالم ہوا مدّاح علمدار و علم کا
وہ گُل اسدُاللہ کا وہ سُرو ارم کا
محرم وہ حرم کا وہ گواہ اہلِ حرم کا
رہرو وہ عدم کا وہ عصا راہِ عدم کا

مصدر وہ علمدار کرم اور عطا کا
مطلع وہ علم طالعِ مسعود ہما کا

سرو ارم: بہشت کا مخروطی درخت جس کو قد سے تشبیہ دیتے ہیں/محرم: (ع) رازدار/راہِ عدم: (ف) آخرت کا راستہ مصدر: (ع) بنیاد/مطلع: (ع) افق/طالع: (ع) قسمت والا/مسعود: (ع) خوش نصیب/ہما: خیالی پرندہ اس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ جس کے سر پر بیٹھتا ہے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔

(۳)

مردم کو ملا سرمۂ گردِ سُم راہوار
رہوار ہماوار علمدار ملک وار
گل محوِ علم اور علم محوِ علمدار
اللہ مددگار اسدُاللہ مددگار

دل سرد اسد کا ہوا سُم گاؤ کا سرکا
ہمدرد ہوا دردِ دلِ و روحِ عمر کا

یہ بند ''نادرات مرزا دبیر'' میں دوبار شائع ہوا۔صرف ایک مصرع جداگانہ ہے

مردم: (ف) لوگ۔سم: (ف) کھر/رہوار: (ف) گھوڑا۔سم گاؤ: (ف) گائے کی سم (قدیم خیال کے مطابق وہ گائے جس کے ایک سینگ پر زمیں رکھی ہوتی ہے)

(۴)

ہر گام دعا کو ملک و حور سرِ راہ
اللہ معک صلِ علا سلمک اللہ
ہمراہ رسولؐ دوسرا اور اسدُاللہ
اور وردِ کہہ و مہ کا اِدھر آہ اُدھر واہ

ہر سُو ہوا کہرام کہ سرگرمِ دعا ہو
اور روحِ گروہِ عمرِ سعد ہَوا ہو

گام: قدم/اللہ معک: اللہ تیرے ساتھ ہے/صل علا: درود بھیجا/سلمک اللہ: (ع) اللہ تمھیں سلامتی دے۔ورد: (ع) بار بار پڑھنا۔ مہ: (ف) چاند۔سرگرم ہونا (محاورہ) مصروف ہونا/ہوا ہونا (محاورہ): بھاگ جانا/

(۵)

اُس دم ہوا سرگرمِ صدا طالعِ مولا
او مرگ ادھر آ عمرِ سعد کا سرلا
اور عہد علم کر علمِ سرورِ والا
اور دور گرا ہر علمِ طالعِ اعدا

او مہر دکھا کور مہِ عُمرِ عُمر کو
او گردِ عدم روک رہِ عُمرِ عُمر کو

سرگرم صدا: (ف) آواز دینا او: اے / عہد: (ع) زمانے / علم کرنا: بلند کرنا۔ طالع اعدا (ع) دشمنوں کی قسمتیں
مہ عمر: عمر کے مہینے / عدم: مرنے کے بعد جانے کی جگہ / رہ عمر کو روکنا: موت آنا۔

(٦)

او مہر سوا سال و مہِ عُمرِ حرم کر
لا مہ و سالِ عُمرِ سعد کو کم کر
اور ماہ سرِ اہلِ ولا مہر و کرم کر
اور گم سرِ ہر حاسدِ سردارِ اُمم کر

او کلکِ عطارد سوے مولا ہو کمک کر
ہر اسم گروہِ عمرِ سعد کا حک کر

مہر: (ف) سورج / سوا: (ع) سوائے / سال و مہ: (ف) سال اور مہینے / لا: (ع) لیکن / ماہ: چاند / مہر و کرم: (ف) محبت اور بخشش کلک: (ف) قلم / عطارد: دبیر تخلص۔ حک: کھرچنا

(۷)

رہوار کو ہر لطمہ ہُوا کا ہُوا کوڑا
اُڑ کر ہُوا طاؤس علمدار کا گھوڑا
اور ساعدِ صَرصَر کو دم کاوہ مروڑا
اس طور مڑا گرم کہ رُو مہر کا موڑا

سو گام اُڑا ادہم صَرصَر کو گُھرک کر
رہوار ہُوا گردِ ہُوا در سرک کر

رہوا: (ف) گھوڑا/لطمہ(ع) طمانچہ/طاؤس: (ع) مور/ساعد: (ع) کلائی/صَرصَر: (ع) آندھی/دم کاوہ: گھوڑے کو اس طرح چکر دینا کہ اس کے قدموں کے نشان سے زمین پر ایک دائرہ بن جائے/مروڑا: پیچ و تاب/ ادہم: (ع) کالا گھوڑا/گھرک: ڈانٹا

---

(۸)

عکس دمِ رہوار سرِ راہ ہوا دام
ہر دام و دد وگرگ و اسد اُس کا ہوا رام
لا دلِ اعدا کو ملا درد ہر اک گام
رم کردۂ صحرا ہوا ہر آہوے آرام

ہر سُور گرا اور کیا مرگ ہو حاصل
دِل گردہ وہ کس کا کہ ہو اس صدمہ کا حامل

دام: (ف) فریب/دھوکا/ہر دام ودد: (ف) چرند و درند/گرگ: (ف) بھیڑیا/اسد: (ع) شیر/لا: (ع) لیکن/رم کردہ: (ف) وحشت زدہ/ آہو: (ف) ہرن/ہر سو: (ف) چار طرف/دل گردہ ہونا (محاورہ): ہمت ہونا

---

(۹)

لو سامعو الحال سلام اور دعا ہو
دل محوِ علمدارؑ رسولؐ دوسرا ہو
اور صلِّ علا صلِّ علا صلِّ علا ہو
مدّاحِ علمدارؑ کا ادراک سوا ہو

واللہ اگر مدحِ علمدارؑ ادا ہو
مدّاح کا حور و ارم وحُلّہ صلہ ہو

سامعو الحال: (ع) موجودہ سننے والو/محو: (ع) عاشق یا فریفتہ ہونا/صلِّ علیٰ: درود بھیجنا/ادراک: (ع) پانا، دریافت کرنا/سطور: (ع) لکھا جائے روداد: (ف) کیفیت/ملول: (ع) اداس/حُلّہ: (ع) بہشتی لباس/صلہ: (ع) انعام

(۱۰)

وہ مطلعِ اَسرار، کمالِ اسدؒاللہ
آرام و سرورِ دلِ آلِ اسدؒاللہ
ممدوحِ مہ و مہر، ہلالِ اسدؒاللہ
واللہ مُلال اس کا ملالِ اسدؒاللہ

محکوم وہ اللہ کا حاکم وہ اِرم کا
حامل وہ علم کا وہ مددگار حرم کا

متبادل مصرع یوں ہے = ع: دل سرد مگر گرمِ وصالِ اسدؒاللہ

مطلعِ اَسرار: (ع) رازوں کا چہرہ/کمالِ اسدؒ اللہ سے مراد یہاں حضرت عباسؑ ہیں/ممدوح: (ع) جس کی تعریف کی جائے/ مہ مہر: (ف) چاند اور سورج ہلال: (ع) نیا چاند/مَلال: (ع) غم/محکوم: (ع) تابع/
وصال (ع) ملاقات

(۱۱)

رُو اصلِ گُلِ وَرد مہک عطرِ گُلِ وَرد
آرام دہِ روح و دلِ دارُوِ ہر درد
لمعہ کا وہ عالم کہ سدا طور کا دل سرد
سو لاکھ مہ و مہر اِدھر گرد اُدھر گرد

رُو ماہِ مرادِ حرمِ سروَرِ والا
اور دل اسدؐاللہ کا اس ماہ کا ہالا

رُو: (ف) چہرہ/ گُلِ وَرد: گلاب کا پھول/ عطر: خوشبو/ دارو: (ف) دوا/ لمعہ: (ع) روشنی/ ہالا: (ف) چاند کے اطراف جو روشنی کا حلقہ ہوتا ہے۔

(۱۲)

سر ہمسرِ کوہِ حرمِ داورِ علّام
دل مصدرِ الہام گلو مطلعِ اسلام
اور طُرّہ کا گُل دلِ اسلام کا اک لام
وہ لام کہ حاصل ہوا اسلام کو آرام

لو سلسلہ درہم ہوا ہر درد و الم کا
کا گُل کو لکھا دامِ دلِ اہلِ حرم کا

ہمسر: (ف) برابر/ داور: (ف) خدا/ علّام: (ع) ہر بات جاننے والا/ الہام: (ع) خدا کی طرف سے دل میں آتی ہوئی بات/ طُرّہ کا گُل: وہ پھول جو زلف یا گیسو میں لگائے جاتے ہیں/ دام: (ف) جال/ مصدر: (ع) بنیاد

(۱۳)

لو اور کُھلا طرّۂ کاکُل کا معمّا
ہر مو ہُوا مدّاحِ کو اسلام کا سودا
وہ لام دو اِسم اور وہ کاکُل دو مُسمّٰی
اسرار لہٗ الملک لہٗ الحمد ہُوا وَا

دل کو اگر اس طرّۂ سرورؐ کی ولا ہو
آسودۂ رحم و کرم و مہر و عطا ہو

طرّۂ کاکل: زلفوں میں لگائے ہوئے پھول / معمّا: (ع) پہیلی / مو: (ف) بال / سودا: (ع) تمنّا / مسمّٰی: (ع) نام رکھا گیا
لہٗ الملک: (ع) اسی کا ملک / لہٗ الحمد: (ع) اسی کی تعریف / وا: (ف) کُھلا / آسودہ: (ف) اطمینان

(۱۴)

دعویٰ ہوا کاکُل کا سرِ لوحِ مدلّل
حاصل سرِ ہر مو ہوا اسرار مطوّل
اور مسئلۂ دِرعِ علمدارؑ ہوا حل
اس کاکُلِ اطہر کا گرا عکس مسلسل

اس سلسلہ کا عکس سلاسل ہوا اُس کو
ہر سلسلہ اسلام کا حاصل ہوا اُس کو

آخری دو متبادل مصرعے یوں ہیں: وہ دِرع کو کھولا گرہِ درد و الم کو: ہر سلسلہ آرام کا حاصل ہوا ہم کو

سرِ لوح: تختی کے قریب / مدلّل: (ع) دلیل سے ثابت کیا گیا / مو: ہر بال / مطوّل: (ع) طویل / دِرع: زرہ جو جنگ
کے وقت پہنتے ہیں / کاکل: شانوں تک کے بال / سلاسل: زنجیریں

(۱۵)

ہر صاد علمدارِ امامِ اطہر و اسعد
وہ صاد ہر اک صلی علیٰ آنِ محمدؐ
لو سامعو ادراک کا ادراک ہوا رد
حاصل صلۂ مداحِ سرورؑ ہوا لاحد

ہر صاد لکھا اور ملا ہم کو صلۂ صاد [۱]
اس دم سر ہر مصرعِ مدّاح ہوا صاد

۱ متبادل مصرع: وہ درج کہ کھولا گرہ دردوالم کو : ہر سلسلۂ آرام کا حاصل ہوا ہم کو
۱ ''نادراتِ مرزا دبیرؔ'' مؤلفہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اس شعر کی جگہ منقوط یہ شعر لکھا ہے:
۱ اب عجز طبیعت پہ مرے دال ہے نقطہ : یہ مرثیہ بے نقطہ ہے اور خال ہے نقطہ

صاد: (ع) علامتِ تصدیق / اطہر (ع) بہت پاک / اسعد: (ع) نہایت خوش نصیب / صلی علیٰ: درود بھیجنا

(۱۶)

مردم کو سوادِ دلِ لالہ کرو مسطور
اور سُرمہ وہ مردمکِ ہر مَلک و حور
اس مردمِ اطہر کو ملا لمعۂ صد طور
وہ لمعۂ صد طور وہ رُو سورۂ والطور

مدحِ گہر و لعل سرِ سطر اگر ہو
گہ سطر رگِ لعل ہو گہ سلکِ گہر ہو

مردم: (ف) آدمی / سواد: (ع) سیاہ نقطہ / مسطور: (ع) لکھو / سرمہ وہ: (ف) سرمہ بنے / مردمک: (ف) آنکھ کی پتلی۔
لمعہ: چمک، روشنی صد طور: سو طور / سورۂ الطور: والطور کا سورہ / گہر و لعل: موتی و ہیرا / گہ: (ف) بعض اوقات /
سطر رگِ لعل: (ف) ہیرے کی تراش

(۱۷)

سلکِ گہر و لعلِ علمدارِ مکرم
لمعہ دہِ الماس و دُرِ لعلِ دو عالم
ہر لعلِ علمدار ملا روح کا ہمدم
دَم مُردۂ صد سالہ کو حاصل ہوا ہر دَم

والہ ہوا ہر لعلِ علمدار کا لالہ
گوہر کا ہر اک لو لو لالہ ہوا لالہ

سلک گہر و لعل: موتی اور ہیروں کی لڑی/لمعہ دہ: (ع) چمک دینے والا/الماس: (ف) ہیرا/دُر: (ف) موتی/لعل: دو عالم: دو جہاں کا ہیرا/ دم: (ف) نفس/ صد: (ف) سو/ والہ: (ع) عاشق/ لالا: غلام گہر: جوہر/لولو: موتی، مروارید/ لالہ: سرخ پھول جس میں سیاہ داغ ہوں/ لالا: روشن

---

(۱۸)

رَاسُ الرّؤسا راسِ علمدارِ دلاور
سردارِ مہ و مہر کلاہ سرِ اطہر
دردا کہ گرا آہ سرِ معرکہ وہ سر
حامل ہوا کس کوہِ الم کا سرِ سروَر

وہ صدمہ ہوا دل کو علمدار و عَلم کا
عمامہ گرا سروَر و سردارِ اُمَم کا

راس الرؤسا: (ع) رئیسوں کا حاکم/راس: (ع) حاکم/مہ و مہر: (ف) چاند سورج/کلاہ: (ف) ٹوپی/دردا: (ف) افسوس/کوہ الم: (ف) غم کا پہاڑ/سردار امم: (ف) اُمت کا سردار

---

(۱۹)

ہر دم کلمہ حمد کا وردِ دلِ آگاہ
اور سامع مولاؑ کو گواہِ سَمِعَ اللہ
مدّاح ہُوا صدر علمدارؑ کا ہر ماہ
دل عالَم ہر صدرۂ اسلام ہوا واہ

لے ڈورا ہو کمر کا کہ رگِ لعل و گہر کا
کھولا گرہِ مُو کو لکھا حال کمر کا

لے ''مادۂ کامل'' مولانا حضرت مہذب لکھنوی میں یہ مصرع یوں ہے: ڈورا ہوا محسوس رگِ لعل و گہر کا

ورد: (ع) بار بار پڑھنا/ سامع: (ع) سننے والا/ سمع اللہ: (ع) اللہ سننے والا/ صدر: (ع) سینہ/ صدرۂ اسلام: اسلام کے صدر/ ڈورا: تاگہ، ازار بند/ رگِ لعل و گہر: موتی اور ہیرے کی تراش/ گرہِ مُو: بال کی گرہ

(۲۰)

صمصام وہ صمصام کہ ہر سو عمل اُس کا
گہ کاسۂ سر گہ دلِ اعدا محل اُس کا
کس طرح معمّا ہو دمِ مدح حل اُس کا
لے ہے راسِ درم روحِ عدو ماحصل اُس کا

گر حکمِ علمدارؑ و امامؑ دوسرا ہو
وہ مار ہو طاؤس ہو موسیٰ کا عصا ہو

لے ''مادۂ کامل'' مولانا مہذب لکھنوی میں یہ مصرع یوں ہے: ہر اک دِرم روح عدو ماحصل اس کی

صمصام: تلوار/ کاسۂ سر: کھوپڑی/ گہ: بعض اوقات/ معمّا: پہیلی/ راس: (ع) سر/ ماحصل: (ع) حاصل، ثمر/ مار: (ف) سانپ/ طاؤس: مور

(۲۱)

لو واہ کہو حال کھلا ڈھال کا حالا
مدّاح کو دو داد کہ اس ڈھال کو ڈھالا
حل مہر کا گردہ ہوا اور ماہ کا ہالا لے
اور دودۂ آلِ حرم سرورِ والا لے

ہالا ادھر اس ڈھال کا گردِ مہ رو ہو
معکوس ادھر کاسہ ہر عمرِ عدو ہو

لے لے ''نادراتِ مرزا دبیر'' مولفہ ڈاکٹر صفدر حسین میں یہ شعر اس طرح ہے: مسطور ہوا مدح کا اس طور رسالہ: حل مہر کا گردہ ہوا اور ماہ کا ہالا

حالا: (ف) اس وقت/ مسطور: (ع) لکھا جائے/ رسالہ: چھوٹی کتاب/ گردہ=حلقہ: (ف) حلقہ ہالا: (ف) چاند کے اطراف جو روشنی کا حلقہ ہوتا ہے/ مہ رو: (ف) چاند کی صورت/ معکوس: (ع) اوندھا/ دودہ: (ف) خاندان، کنبہ/ والا: (ف) بلند مرتبت

(۲۲)

رہوارِ ہُما طالع اسد حملہ ہوا دم
طاؤس ادا رعد صدا صور کا ہمدم
آمد کا وہ کردار کہ ہو عمرِ عدو کم
ہم طورِ ملک سدرۂ اعلیٰ کا وہ محرم

دُم وہ کہ ہلا کاکُلِ ہر حور کا عالم
سُم وہ کہ ہلا اور ہوا طور کا عالم

رہوار: گھوڑا/ ہما: (ف) خیالی پرندہ (علامت خوش نصیبی)/ طالع: خوش نصیب۔ اسد: (ع) شیر/ طاؤس/ (ع) مور/ رعد: (ع) بجلی کڑ کنے کی صدا/ صور: (ع) بگل/ ہم طور: (ف) جیسا/ محرم: (ع) رازدار/ کاکُل: (ف) زلف/ سُم: کُھر/ سدرۂ اعلیٰ: وہ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے جہاں جبرائیل کا مقام ہے۔

(۴۳)

وہ اصلِ طلسمِ حکما سحرِ ارسطو [1]
دُلدُل عمل و حورِ کمال اور مَلک رو
سر کوہ و کمر لالہ و دُم سرو وُسم آہو
اور دامِ ہما طرّۂ رہوار کا ہر مو

محکوم وہ اَسوار کا حاکم وہ ہما کا
رہوار علَمدار کا اَسوار ہوا کا

[1] ''نادراتِ مرزا دبیرؔ'' میں یہ مصرع یوں ہے: اسم اس کا طلسم حکما، سحرِ ارسطو

طلسم: (ع) جادو/ حکما: (ع) فلاسفر/ سحر: (ع) جادو/ دُلدُل: (ع) ذوالجناح/ دامِ ہما: ہما کا جال/ محکوم: (ع) مطیع/ اسوار: (ف) سواری پر بیٹھنے والا۔

(۴۴)

ہر گاہ ہوا معرکہ آرا وہ علَمدار
اس طرح کہا: او عمرِ حاسد و مکّار
ہو کر کلمہ گو ہوا ملحد کا ہم اطوار
دردِ دلِ احمدؐ کا ہوا آہ روا دار

ہمدم کو ہر اول کو مددگار کو مارا
دامادِ امامِ مَلک اطوار کو مارا [1]

[1] ''دبیرِ کامل'' میں یوں ہے: اولادِ امامِ مَلک اطوار کو مارا

گاہ: (ف) وقت/ معرکہ آرا: (ف) لڑتا/ ملحد: (ع) بے دین/ ہم اطوار: جیسا/ روادار: جائز رکھنا/ ہر اول: (ت) آگے کی فوج کا سردار